محمد وسیم اختر مفتی

حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ

(۱)

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کلاب بن مرہ (پیدایش: ۳۷۳ء) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پانچویں جد تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کی بیوہ فاطمہ بنت سعد نے (بنو قضاعہ کی شاخ) بنو عذرہ کے ربیعہ بن حرام سے شادی کی اور چھوٹے بیٹے زید کو لے کر شام چلی گئیں۔ گھر سے دور پرورش پانے کی وجہ سے زید قصی کے لقب سے مشہور ہو گئے۔ بنو عذرہ کے کسی شخص سے ان کا جھگڑا ہوا تو اس نے انھیں دخیل ہونے کا طعنہ دیا۔ چنانچہ یہ اپنے ددھیال مکہ لوٹ آئے۔ اس وقت بنو خزاعہ بیت اللہ کے متولی تھے۔ قصی نے حلیل بن حبشیہ خزاعی کی بیٹی حبی سے شادی کی۔ ان کے چار بیٹے ہوئے: مغیرہ (عبد مناف)، عبد اللہ (عبد الدار)، عبد العزیٰ اور عبد۔ وادی غیر ذی زرع میں قصی کو ایک مرتبہ مل گیا تو انھوں نے بنو خزاعہ اور بنو بکر سے جنگ کر کے کعبہ کی تولیت حاصل کر لی، کیونکہ وہ قریش کا حق ان قبیلوں سے فائق سمجھتے تھے۔ قصی بوڑھے ہوئے تو بڑے بیٹے عبد اللہ کو کعبہ کی کنجیاں دیں اور کہا کہ تم حاجیوں کو کھلانے پلانے کے ذمہ دار ہو۔ قریش کوئی صلاح مشورہ کرنا چاہیں تو تمھارے گھر دار الندوہ میں کریں گے۔ جنگ کرنا ہوئی تو قریش کا پرچم بھی تمھی اٹھاؤ گے۔ فیروز آبادی کہتے ہیں کہ الدار ایک بت تھا جس کی نسبت سے عبد اللہ عبد الدار کے نام سے مشہور ہو گئے (القاموس المحیط)۔ تاہم عبد اللہ بن عباس کی وہ روایت درست معلوم ہوتی ہے جو قصی سے منسوب کی گئی ہے کہ میں نے اپنے دو بیٹوں کو اپنے معبود سے وابستہ کیا (یعنی عبد مناف اور عبد العزیٰ)، ایک کو اپنے دار، کعبہ سے (یعنی عبد الدار) اور ایک کی نسبت خود سے قائم کی (یعنی عبد یا عبد قصی۔ الطبقات الکبریٰ، ابن سعد ۱/ ۴۴)۔ اس طرح کے نام رکھنے

والے جن اصحاب کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوئی، آپ نے ان کے ناموں میں سے شرک کے عنصر کو ختم کیا۔ جیسے عبد یغوث بن ارقم اور عبد عوف بن اصرم، دونوں ناموں کو عبداللہ سے تبدیل فرما دیا۔ قصی کی وفات ہوئی تو وراثت کا جھگڑا پھر اٹھ کھڑا ہوا، لیکن قصی کے پوتوں نے جنگ کرنے کے بجاے صلح صفائی سے کام لیا۔ تب حاجیوں کو کھلانے پلانے کی ذمہ داری (سقایہ و رفادہ) بنوعبد مناف کے حصے آئی اور کعبہ کی دربانی، صلح و جنگ میں مشاورت اور پرچم برداری (حجابہ، لواء اور ندوہ) بنوعبدالدار کو مل گئی۔ عبدالدار کے تین بیٹے، عبد مناف، عثمان اور سباق ہوئے۔ عبد مناف حضرت مصعب کے پردادا تھے۔ ہاشم بن عبد مناف کے بھی تین بیٹے تھے، عمیر، عامر اور شرحبیل۔ حضرت مصعب نے عمیر کے گھر جنم لیا، اندازہ لگایا گیا ہے کہ وہ ۵۹۴ء سے ۵۹۸ء تک کی درمیانی مدت میں پیدا ہوئے۔

حضرت مصعب بن عمیر کا شجرہ قصی بن کلاب پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے شجرۂ نسب سے جا ملتا ہے۔ عبدالدار حضرت مصعب کے سکڑ دادا تھے، جبکہ ان کے بھائی عبد مناف آپ کے تیسرے جد تھے۔ حضرت مصعب اسی نسبت سے عبدری یا داری کہلاتے تھے۔ ابو محمد (ابو عبداللہ: ابن عبدالبر، ابن اثیر) حضرت مصعب کی کنیت تھی۔ حضرت مصعب کی والدہ خناس بنت مالک مشرکہ تھیں اور اپنے بیٹے کو نماز سے روکتی تھیں۔ حضرت مصعب کی اہلیہ حمنہ بنت جحش قبیلۂ بنو اسد سے تھیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

حضرت مصعب بن عمیر کے ترجمہ میں ذہبی نے 'السابق' لکھا ہے۔ تاہم ان کی نقل کردہ، ابن اسحاق کی مرتب کردہ السابقون الاولون کی فہرست میں حضرت مصعب کا نام شامل نہیں۔ ۴ نبوی (۶۱۴ء) میں حضرت مصعب کو پتا چلا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں اسلام کی دعوت دے رہے ہیں تو وہاں پہنچے، آپ کی رسالت کی تصدیق کی اور اسلام قبول کیا، پھر اپنی والدہ اور اپنی قوم کے خوف سے ایمان چھپائے رکھا۔ آپ سے ملنے وہ دار ارقم جاتے رہتے، ایک بار ان کے چچیرے عثمان بن طلحہ نے انھیں دیکھ لیا تو ان کی والدہ کو خبر کر دی۔ ان کے گھر والوں نے انھیں ستون سے باندھ دیا۔ حضرت مصعب برابر قید میں رہے، حتیٰ کہ موقع پا کر گھر سے بھاگ آئے اور حبشہ جانے والے مہاجرین کے پہلے گروپ میں شامل ہو گئے۔ انھیں ہجرت حبشہ و مدینہ، دونوں کی سعادت حاصل ہوئی۔ ابن سعد نے مصعب کے ترجمے کا عنوان 'مصعب الخیر' باندھا ہے۔ ہمیں یہ تفصیل معلوم نہیں ہو سکی کہ انھیں یہ لقب کب عطا کیا گیا۔ ایسی کوئی روایت نہیں ملی کہ اسے آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تجویز کیا ہو، جیسا کہ زید الخیل کے لقب کو آپ نے زید الخیر میں تبدیل فرما دیا۔ شاید یہ عبدالرحمٰن بن عوف کے الفاظ 'قتل مصعب بن عمیر و هو خير مني' (بخاری، رقم ۱۲۷۵) سے مستعار لیا گیا ہے۔

نبوت کے پانچویں سال جب مخلص اور کمزور اہل اسلام پر مشرکین مکہ کی ایذارسانیاں حد سے بڑھ گئیں تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ سے ارشاد فرمایا: ''تم حبشہ کی سرزمین کو نکل جاؤ، وہاں ایسا بادشاہ حکمران ہے جس کی سلطنت میں ظلم نہیں کیا جاتا۔ وہ امن اور سچائی کی سرزمین ہے، (وہاں اس وقت تک قیام کرنا) جب تک اللہ تمھاری سختیوں سے چھٹکارے کی راہ نہیں نکال دیتا۔'' چنانچہ سب سے پہلے سولہ اہل ایمان، پیادہ وسوار شعیبہ کی بندرگاہ پر پہنچے اور نصف دینار کرایہ پر کشتی لے کر حبشہ روانہ ہوئے۔ قریش مہاجرین کے پیچھے پیچھے آئے، لیکن ان کی کشتی کھلے سمندر میں سفر شروع کر چکی تھی۔ بارہ مردوں اور چار عورتوں پر مشتمل اس قافلے کے شرکا یہ تھے: حضرت عثمان بن عفان، ان کی اہلیہ حضرت رقیہ بنت رسول اللہ، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، ان کی زوجہ حضرت سہلہ بنت سہیل، حضرت زبیر بن عوام، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت ابوسلمہ بن عبدالاسد، ان کی اہلیہ حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عامر بن ربیعہ، ان کی بیوی حضرت لیلیٰ بنت ابوحثمہ (یا خیثمہ)، حضرت ابوسبرہ بن ابورہم، حضرت سہیل بن بیضا، حضرت حاطب بن عمرو اور حضرت عبداللہ بن مسعود۔ اسے ہجرت اولیٰ کہا جاتا ہے۔ چند ماہ کے بعد دو کشتیوں پر سوار سڑسٹھ اہل ایمان کا دوسرا گروپ نکلا جس کی قیادت جعفر بن ابوطالب نے کی۔ کچھ لوگ اسے ہجرت ثانیہ کہتے ہیں، لیکن اصل میں یہ پہلی ہجرت ہی کا دوسرا مرحلہ تھا۔ حضرت مصعب کے سگے بھائی ابوالروم بن عمیر نے بھی اسلام لانے میں سبقت کی، وہ جعفر طیار کی قیادت میں حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والے گروپ میں شامل ہوئے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

شوال ۵رنبوی میں قریش کے قبول اسلام کی افواہ حبشہ میں موجود مسلمانوں تک پہنچی تو ان میں سے کچھ یہ کہہ کر مکہ کی طرف واپس روانہ ہو گئے کہ ہمارے کنبے ہی ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ مکہ پہنچنے سے پہلے ہی ان کو معلوم ہو گیا کہ یہ اطلاع غلط تھی تو وہ پھر حبشہ لوٹ گئے، یہ ہجرت ثانیہ تھی۔ تاہم حضرت عثمان، ان کی اہلیہ حضرت رقیہ، حضرت ابوحذیفہ بن عتبہ، ان کی اہلیہ حضرت سہلہ، حضرت زبیر بن عوام، حضرت مصعب بن عمیر، حضرت ابوعبیدہ بن جراح، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عثمان بن مظعون، حضرت عبداللہ بن جحش، حضرت ابوسلمہ اور ان کی اہلیہ حضرت ام سلمہ ان تینتیس اصحاب میں شامل تھے جو حبشہ واپس نہ گئے اور مکہ ہی میں مقیم ہو گئے۔ حضرت مصعب گھر پہنچے تو ان کی والدہ نے ان کی پختگی اور استواری دیکھ کر انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا۔

۱۱رنبوی کا آخری مہینا تھا۔ ایام حج ہونے کی وجہ سے عرب کے تمام علاقوں سے وفود مکہ پہنچ چکے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حسب سابق زائرین کعبہ کی قیام گاہوں پر جا کر اسلام کی دعوت پیش کی۔ ابوجہل اور ابولہب آپ کے

پیچھے پیچھے پھر رہے تھے تاکہ لوگوں کو آپ کی بات سننے سے روکیں۔ منیٰ سے مکہ کی طرف جاتے ہوئے عقبہ کے مقام پر جہاں جمرۂ عقبہ واقع ہے، یثرب کے قبیلۂ خزرج کے چھ (عروہ بن زبیر کی روایت کے مطابق: آٹھ) آدمیوں سے آپ کی ملاقات ہوئی۔ آپ نے انھیں اسلام کی دعوت دی اور قرآن مجید کی چند آیات سنائیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: واللہ، یہ تو وہی نبی موعود ہیں جن کا نام توریت میں درج ہے اور یہود ہمیں ان کی آمد سے ڈراتے ہیں۔ ان پر ایمان لے آؤ، ایسا نہ ہو کہ یہودی تم پر سبقت لے جائیں۔ خزرج کے ان سابقین الی الاسلام کے نام یہ تھے: اسعد بن زرارہ، عوف بن حارث، رافع بن مالک، قطبہ بن عامر، جابر بن عبداللہ اور عقبہ بن عامر۔ اسلام قبول کرنے کے بعد انھوں نے مدینہ جا کر اسلام کا چرچا کیا۔ چنانچہ اگلے سال ۱۲/ نبوی میں قبیلۂ خزرج کے دس اور بنو اوس کے دو افراد آپ سے ملے، پچھلے سال نعمت ایمان سے سرفراز ہونے والے اصحاب کے ساتھ نئے اہل ایمان بھی ان میں شامل تھے۔ حضرت اسعد بن زرارہ، حضرت عوف بن حارث، حضرت رافع بن مالک، حضرت قطبہ بن عامر، حضرت عقبہ بن عامر، حضرت معاذ بن حارث، حضرت ذکوان بن عبد قیس، حضرت یزید بن ثعلبہ، حضرت عبادہ بن صامت، حضرت عباس بن عبادہ خزرج سے تعلق رکھتے تھے، جبکہ حضرت ابوالہیثم (مالک) بن تیہان، اور حضرت عویم بن ساعدہ اوس سے تھے۔ انصار کے ان بارہ 'السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ'* کی بیعت ایمان بیعت عقبۂ اولیٰ کہلاتی ہے۔ اپنی قوم میں دین حق کا پرچار کرنے کے بعد انھوں نے معاذ بن عفرا (حارث) اور رافع بن مالک کو اس درخواست کے ساتھ آپ کے پاس دوبارہ بھیجا کہ ہمارے ساتھ ایسا کوئی شخص بھیجیں جو ہمیں دین سکھائے اور قرآن پڑھائے۔ تب آپ نے حضرت مصعب بن عمیر کا انتخاب کیا اور انھیں حکم دیا کہ اسلام کی طرف لپکنے والے اہل یثرب کو قرآن سکھائیں، شرائع اسلام کی تعلیم دینے کے ساتھ ان میں دین کی سوجھ بوجھ (تفقہ) پیدا کر دیں۔ حضرت مصعب اسعد بن زرارہ کے مہمان ہوئے۔ وہ انصار کے گھروں اور قبائل میں جاتے، ان کی کوششوں سے خزرج کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں رسول پاک کا ذکر نہ پہنچا ہو، انھیں قاری (قرآن پڑھنے والا) اور مقری (قرآن پڑھانے والا) کہا جانے لگا۔ یثرب میں ان کے ہاتھوں مسلمان ہونے والوں کی تعداد چالیس تک پہنچ گئی۔ حضرت مصعب نماز کی امامت بھی کرتے، اس کے باوجود ان کی سرگرمیاں خفیہ رہیں۔

حضرت مصعب بن عمیر کے ہاتھ پر ایمان لانے والے انصاری مسلمان: پہلے حضرت محمد بن مسلمہ، حضرت عباد بن بشر حضرت مصعب بن عمیر کی دعوت پر ایمان کی نعمت سے سرفراز ہوئے۔ ان کے بعد حضرت اسید بن حضیر، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت سعد بن معاذ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔

---

* التوبہ ۹: ۱۰۰۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ایک بار حضرت اسعد بن زرارہ مصعب کو لے کر اوس کی شاخ بنوظفر کے باغ میں گئے جو مرق نامی کنویں پر واقع تھا۔ وہاں یثرب کے تازہ واردان اسلام بھی جمع ہو گئے۔ اسید بن حضیر اور حضرت مصعب کے خالہ زاد سعد بن معاذ بنوعبدالاشہل کے سردار تھے اور اس وقت تک دین شرک پر قائم تھے۔ حضرت سعد نے اسید سے کہا: یہ دونوں ہمارے گھروں میں گھس کر ہماری ہی قوم کے ضعیف الاعتقاد لوگوں کو بے وقوف بنانے آئے ہیں، انھیں سختی سے منع کر دو۔ اپنے خالہ زاد حضرت اسعد سے تعلقات کا خیال نہ ہوتا تو میں ان سے نمٹ چکا ہوتا۔ اس پر اسید نے اپنا نیزہ پکڑا اور ان دونوں کی طرف لپکے۔ انھیں آتا دیکھ کر حضرت اسعد نے حضرت مصعب سے کہا: یہ قوم کا سردار ہے، اس کے معاملے میں ٹھیک ٹھیک اللہ کی بات پہنچانے کا حق ادا کرنا۔ حضرت مصعب نے کہا: اگر یہ بیٹھ گیا تو میں اس سے بات کرلوں گا۔ اسید ان کے پاس بڑے درشت انداز میں آن کھڑے ہوئے اور حضرت مصعب سے مخاطب ہوئے: تو ہمارے شہر میں اس یکہ وتنہا کے پاس آن بسا ہے تا کہ ہمارے اندر پائے جانے والے تھڑ دلوں کو جھوٹ موٹ کی باتیں بتا کر نادان بنائے۔ حضرت مصعب اور حضرت اسعد اٹھ کر آ گئے، دوسری بار پھر ایسا ہوا تو حضرت مصعب نے کہا: آپ بیٹھ کر بات کیوں نہیں سن لیتے؟ اگر پسند آئے تو مان لینا اور اگر برا لگے تو پرے دھکیل دینا۔ اسید نے کہا: تو نے انصاف کی بات کی ہے، پھر اپنا برچھا زمین میں گاڑا اور بیٹھ گئے۔ حضرت مصعب نے ان کو اسلام کے بارے میں بتایا اور قرآن کی آیات پڑھ کر سنائیں تو وہ جھوم اٹھے اور کہا: کیا ہی خوب اور کیا ہی بھلا ہے یہ کلام! پھر پوچھا: اس دین میں داخل ہونے کے لیے تم کیا طریقہ اختیار کرتے ہو؟ حضرت مصعب اور حضرت اسعد نے جواب دیا: یہ کہ تم غسل کر کے بدن کو پاک کرلو اور پاک کپڑے پہن لو، پھر حق کی شہادت دو اور نماز پڑھو۔ اسید اٹھے، غسل کیا، پاک کپڑے پہن کر کلمۂ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ انھوں نے کہا کہ میرے ساتھ ایک اور شخص سعد بن معاذ ہے۔ اس نے تمھاری پیروی کر لی تو اس کی قوم میں سے کوئی پیچھے نہ رہے گا۔ میں ابھی اسے بھیجتا ہوں۔ پھر اپنا نیزہ کھینچا اور سعد کی طرف چل پڑے۔ سعد اپنی چوپال میں بیٹھے تھے، اسید کو آتا دیکھ کر بولے: میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں، یہ وہ چہرہ نہیں ہے جسے لیے ہوئے اسید گئے تھے۔ وہ پاس پہنچے تو سعد نے پوچھا: کیا کر کے آئے ہو؟ جواب دیا: میں نے ان دونوں سے گفتگو کی ہے، مجھے تو ان میں کوئی خرابی نظر نہ آئی۔ پھر کہا: مجھے پتا چلا ہے کہ بنوحارثہ حضرت اسعد بن زرارہ کو قتل کرنے نکلے ہیں، اس لیے کہ وہ جانتے ہیں کہ حضرت اسعد تمھارے خالہ زاد ہیں اور وہ تمھاری تذلیل کرنا چاہتے ہیں۔ سعد بن معاذ غضب ناک ہو کر اٹھے، بھالا پکڑا اور حضرت اسعد اور حضرت مصعب کی طرف چل پڑے۔ وہاں جا کر دیکھا کہ دونوں اطمینان سے بیٹھے ہیں تو انھیں اندازہ ہو گیا کہ اسید نے انھیں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

بہانے سے اس لیے یہاں بھیجا ہے کہ ان دونوں کی بات سن لیں۔ وہ غضب ناک ہو کر اسعد بن زرارہ کے پاس آئے اور کہا: ابوامامہ، تو ہمارے گھروں میں آ کر وہ کام کرنا چاہتا ہے جو ہمیں پسند نہیں۔ تب حضرت اسعد نے حضرت مصعب سے کہا: آپ کے پاس ایک سردار کھڑا ہے جس کے پیچھے ایک بڑی قوم ہے۔ اگر اس نے آپ کی بات مان لی تو قوم کے دو آدمی بھی پیچھے نہ رہیں گے۔ حضرت مصعب نے کہا: آپ بیٹھ نہیں جاتے تاکہ دھیان سے سن لیں۔ اگر بات پسند آئی تو مان لینا اور اگر ناپسند ہوئی تو ہم آپ کی ناپسند کو ہٹا لیں گے۔ حضرت سعد نے کہا: تو نے انصاف کی بات کی ہے، پھر نیزہ زمین میں گاڑا اور بیٹھ گئے۔ حضرت مصعب نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا اور سورۂ زخرف کی ابتدائی آیات تلاوت کیں۔ نور اسلام اسی وقت ان کے چہرے پر چمکنے لگا۔ انھوں نے پوچھا: تم مسلمان ہو کر اس دین میں داخل ہوتے ہو تو کیا کرتے ہو؟ حضرت اسعد اور حضرت مصعب بولے: آپ غسل کر کے بدن پاک کر لیں اور پاک کپڑے پہن لیں، پھر حق کی شہادت دیں اور دو رکعت نماز پڑھیں۔ سعد بن معاذ اٹھے، غسل کیا، پاک کپڑے پہن کر کلمۂ شہادت پڑھا اور دو رکعت نماز ادا کی۔ پھر اپنا نیزہ پکڑا اور اسید کے ساتھ قوم کی چوپال میں واپس چلے گئے۔ لوگوں نے کہا: اللہ کی قسم، سعد بھی وہ مقصد پورا کیے بغیر لوٹے ہیں جس کے لیے یہاں سے گئے تھے۔ انھوں نے پوچھا: تم مجھے اپنے اندر کیسا پاتے ہو؟ انھوں نے جواب دیا: آپ ہمارے سردار ہیں، سب سے عمدہ راے رکھنے والے اور بابرکت مشورہ دینے والے ہیں۔ سعد نے کہا: تمھارے کسی مرد و عورت سے گفتگو کرنا میرے لیے حرام ہے جب تک تم اللہ و رسول پر ایمان نہ لے آؤ۔ چنانچہ اس شب قبیلۂ بنوعبدالاشہل میں کوئی عورت، کوئی مرد ایسا نہ رہا جس نے اسلام قبول نہ کیا ہو۔

اس کے بعد بھی بنونجار نے حضرت اسعد بن زرارہ پر سختی کی اور حضرت مصعب کو اپنے قبیلے سے نکال دیا تو وہ حضرت سعد بن معاذ کے ہاں منتقل ہو گئے۔ یہاں بیٹھ کر انھوں نے اسلام کی اشاعت کی، پھر وہ وقت آیا کہ مدینہ کا کوئی گھر ایسا نہ رہا جہاں مسلمان مرد و عورت نہ ہوں۔ ایک اندازے کے مطابق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے وقت انصار کی تعداد دس ہزار ہو چکی تھی۔ البتہ اوس کے گھرانے بنوامیہ بن زید، خطمہ، وائل اور بنوواقف تھے جو جنگ خندق اور فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ یہ اپنے قبیلے کے شاعر ابوقیس (صیفی) بن اسلت کی پیروی کرتے تھے جو قریش کی خاتون ارنب بنت اسد سے بیاہا ہوا تھا اور فہم و دانش رکھنے کے باوجود رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی کے بہکاوے میں آ گیا۔ حضرت انس بن مالک کی ایک منفرد روایت کے مطابق آخری وقت پر اس نے کلمہ پڑھ لیا تھا۔

حضرت مصعب بن عمیر مدینہ پہنچے تو لکڑی سے بنا ہوا مشرکوں کا بت منات (یا مناف) بنوسلمہ کے سردار عمرو بن

www.javedahmadghamidi.org
www.al-mawrid.org

جموح کے گھر میں نصب تھا۔انھی دنوں عمرو کے بیٹے حضرت معاذ اوران کے ہم نام حضرت معاذ بن جبل نے ، جو بیعت عقبۂ ثانیہ کے موقع پر ایمان لائے تھے،مل کر منات کو اتارا اور بنوسلمہ کے فضلے کے گڑھے میں پھینک دیا۔ عمرو نے اسے نکال کر دھویا اور صاف کر کے اس کے استھان پر واپس رکھ دیا۔ایسا کئی روز ہوتا رہا،لڑکے صنم کو گندگی کے ڈھیر میں ڈال آتے اور عمرو اٹھا لاتے۔ بالآخر عمرو کا عقیدہ متزلزل ہوا،انھوں نے حضرت مصعب بن عمیر کو گھر بلایا اور کہا: ہمیں اپنے دین کے بارے میں بتائیے۔حضرت مصعب نے انھیں سورۂ یوسف کی ابتدائی آیات سنائیں۔عمرو نے کہا: ہمیں اپنی قوم سے مشورہ کرنا ہوگا۔حضرت مصعب کے جانے کے بعد انھوں نے بت کے گلے میں تلوار لٹکا دی اور کہا: اگر تم میں کوئی خیر ہے تو اس تلوار سے اپنا دفاع کر لے۔رات ہوئی،عمرو سو گئے تو نوجوانوں نے ان کی حمائل کی ہوئی تلوار اتاری اور اس کے بجاے منات کے گلے میں ایک مردہ کتا باندھ کر واپس غلاظت کے انبار میں ڈال دیا۔تب عمرو نے اپنے قبیلے کے اہل ایمان سے مشورہ کر کے اسلام قبول کر لیا اور اپنے قبیلے کو بھی دین حق قبول کرنے کی دعوت دی۔ان کے کہنے پر سب مسلمان ہو گئے۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

مدینہ میں پنج وقتہ نماز پڑھانے کی ذمہ داری حضرت مصعب کے بعد حضرت اسعد بن زرارہ کو مل گئی۔ایک روایت کے مطابق مدینہ میں سب سے پہلا جمعہ بھی حضرت مصعب نے پڑھایا۔مکۂ معظّمہ میں نماز جمعہ کا حکم آیا تو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کو مدینہ میں تحریری حکم بھیجا کہ زوال کے بعد لوگوں کو دو رکعت نماز پڑھاؤ، کیونکہ اس وقت مکہ میں جمعہ قائم کرنا ممکن نہ تھا۔ابن سعد کہتے ہیں کہ حضرت مصعب نے خود خط لکھ کر اجازت مانگی تو آپ نے لکھا: وہ دن دیکھو جب یہود اپنے سبت کا اعلان کرتے ہیں۔جب سورج ڈھل جائے تو دو رکعت ادا کر کے اللہ کی قربت چاہو،اس کے ساتھ خطبہ بھی دو۔حضرت مصعب نے حضرت سعد بن خیثمہ کے گھر میں جمعہ پڑھانے کا اعلان کیا۔بارہ افراد نے تاریخ اسلامی کی پہلی نماز جمعہ ادا کی۔اس روز ایک بکری بھی ذبح کی گئی۔عبدالرحمٰن بن کعب کی روایت مختلف ہے، کہتے ہیں: میرے والد کعب بن مالک کی بینائی زائل ہو چکی تھی اور میں انھیں پکڑ کر لے جاتا تھا۔وہ جمعہ کی اذان سنتے تو ابوامامہ اسعد بن زرارہ کے لیے دعاے مغفرت ضرور کرتے۔ میں نے وجہ پوچھی تو بتایا کہ وہ پہلے شخص تھے جنھوں نے مدینہ سے ایک میل باہر بنو بیاضہ کی سنگلاخ زمین میں ہزم نبیت کے مقام پر نقیع الخضمات کے نشیبی میدان میں ہمیں جمعہ کی نماز پڑھائی۔کعب کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا: تب کتنے آدمی شامل ہوئے؟ انھوں نے بتایا: چالیس (ابوداؤد، رقم ۱۰۶۹۔ دارقطنی، رقم ۱۵۶۹)۔

[باقی]